حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی مدظلہ العالی

دوام حدیث

تفسیر بالروایت پر منکرین احادیث کے اعتراضات اور ان کے جوابات

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس مسئلہ میں فریق متحارب اہل سنت اور معتزلہ تھے نہ اہل حدیث اور حنفیہ، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور اہل حدیث سب قرآن کو غیر مخلوق کہتے تھے اور معتزلہ مخلوق کہتے تھے۔ ائمہ اربعہ اور صحابہ و تابعین میں سے کسی نے بھی قرآن کو مخلوق نہیں کہا۔ اس فتنہ کی بنا پر بہت سے غیر مخلوق کہنے والے مارے گئے اور بعض جیلوں میں رہے اور پیٹے گئے۔

امام ابو حنیفہ کہتے تھے، قرآن غیر مخلوق ہے، جو قرآن کو مخلوق کہے، وہ کافر ہے۔ ایک دفعہ فرمایا، ایسا آدمی بدعتی ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں، امام ابو حنیفہ کا قرآن کو مخلوق کہنا ہمارے ہاں پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ ابو سلیمان جرجانی معلی بن منصور رازی کہتے تھے، قرآن کے بارے میں امام ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ اور ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے کلام نہیں کی۔ قرآن کے بارے میں بشر مریسی اور ابن ابی داؤد نے کلام کی ہے پھر امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں کو عیب لگایا۔

پس جو روایتیں امام ابو حنیفہ یا ابو یوسف وغیرہ سے اس کے خلاف وارد ہوئی ہیں، سب غیر صحیح ہیں لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ دونوں طرف سے اگرچہ وضعی حدیثیں بنائی گئی تھیں، مگر محدثین نے سب کو موضوع قرار دیا ہے۔ جہم نے پہلے صفات کا انکار کیا اور قرآن کو مخلوق کہا۔ جہم نے چالیس دن تک نماز نہیں پڑھی۔ امام ابو حنیفہ نے جہم کو کافر کہا (تاریخ خطیب)۔ جہم خراسان کی بغاوت میں، باغیوں کی طرف سے لڑتا ہوا پکڑا گیا۔ سلم بن احوذ نے جو حکومت کی

فوج کا افسر تھا، کفر کی بنا پر قتل کر دیا۔ اس سے پہلے سعید بن درہم نے جو عیسائیوں کا شاگرد تھا، یہ مسئلہ مشہور کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو خلیل نہیں بنایا نہ موسیٰؑ سے کلام کی۔ اس بنا پر والیٔ عراق نے اس کو ذبح کیا۔ مگر سلطنت عباسیہ میں مامون معتزلہ کے خیالات سے متاثر ہو کر قرآن کو مخلوق کہنے لگا اور بہت سے اہل حق کو قتل کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ کو جیل میں رکھا گیا اور خوب پیٹا گیا۔ بعض نے جان بچانے کے لئے قرآن کو مخلوق کہہ دیا۔

مامون کے بعد اس کا لڑکا معتصم بھی اسی خیال کا تھا۔ جب متوکل خلیفہ ہوا تو اس نے قرآن کے غیر مخلوق ہونے کا اعلان کیا۔ اب اہل سنت کو کچھ راحت ملی۔ اس وقت کھلے طور پر قرآن کو غیر مخلوق کہنے لگے۔ معتزلہ کا بازار سرد پڑ گیا۔ حنفی تو پہلے ہی اہل حدیث کے ہم نوا تھے، مگر معتزلہ جو فقہ میں حنفی کہلاتے تھے، کمزور ہو گئے۔ اعتقادات میں اہل سنت کے تین مذہب مشہور ہو گئے ماتریدی، اشعری اور حنبلی۔ اہل حدیث سب حنبلی تھے۔ اور تینوں فریق قرآن کو غیر مخلوق کہتے ہیں حنفی زیادہ تر ماتریدی ہیں اور شافعی زیادہ اشعری۔ یہ معمولی اختلاف ان میں اب تک موجود ہے

حنفی اصول فقہ میں احادیث کا جواب اس طریق پر نہیں دیتے جو ان کے ائمہ کا مسلک تھا۔ بلکہ محدثین کے مسلک کو اختیار کرکے جواب دیتے ہیں۔ اس کی دو وجہ ہیں:

۱۔ الزامی جواب، کہ فریق مخالف کے مذہب کو اختیار کرکے جواب دیا جائے، اس لئے نہیں کہ ان کا مذہب اختیار کیا گیا ہے۔

۲۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ محدثین کا مسلک صحیح ہے تو ان لوگوں نے اس بارے میں یہی مسلک اختیار کر لیا اور اسی مسلک پر اپنے مذہب کی تائید شروع کر دی۔ کسی اہل فن کی ایک بات لے لینے سے انسان اہل فن میں داخل نہیں ہو جاتا۔ اس کا یہ مطلب لینا کہ حنفی شافعی بن گئے۔ یہ کہنا بالکل ہی حماقت اور جہالت ہے۔ پھر خلق قرآن کا تعلق حدیث کے ساتھ نفیاً یا اثباتاً اتنا گہرا نہیں کہ ایک کے قائل ہونے سے دوسرے کا قائل ہونا پڑے۔ کیونکہ معتزلہ حدیث کے منکر نہ تھے، مگر قرآن کو مخلوق کہتے تھے۔ پس خلق قرآن کی آواز کے پست ہو جانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حنفی اپنے مسلک کو بالکلیہ ترک کر دیں۔

پھر حنفی اور اہل حدیث کا اختلاف کوئی اصولی اختلاف نہیں۔ صرف طریق استدلال میں ایک گونہ فرق ہے۔ وہ فرق بھی حنفیت کے لئے لازم نہیں ہے اس لئے کہ حنفی کہلانا اس طریق

استدلال معروف تھا اور اہل حدیث کے مدارس میں اس کا رنگ کچھ اور تھا۔ مگر آخر محققین نے دونوں طریقوں کو جمع کر کے ایک کے نقص کو دوسرے سے پورا کیا۔ اب ان میں نہ اصولی اختلاف ہے نہ فروعی نہ طریق استدلال میں جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغۃ میں اسکی تفصیل کی ہے۔ اب صرف فہم کا اختلاف ہے جو قوای دماغیہ اور ان کے اعانت کرنے والے اسباب کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ جس قسم کے اسباب جمع ہو گئے یعنی شروع سے جس قسم کی تربیت ہوئی اور جس قسم کے معلومات دماغ پر زیادہ چھا گئے، ان کے مطابق مسائل ذہن میں بیٹھ گئے۔ اس لئے ایک فریق کا دوسرے فریق میں تبدیل ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

امام ابوحنیفہ پر جو طعن کی گئی ہے، اس کی وجوہ اکثر غلط الزامات ہیں جیسا کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں جو باتیں ان کی طرف منسوب کی گئی ہیں، امام احمدؒ کے قول کے مطابق سب کی سب غیر صحیح ہیں۔ امام مالک کہتے ہیں، ابوحنیفہ کا فتنہ اس امت کے لئے ابلیس سے کم نہیں۔ دونوں باتوں میں عقیدہ ارجاء میں اور احادیث کے رد کرنے میں بھی۔ عبدالرحمن بن مہدی کہتے ہیں کہ میں دجال کے فتنہ کے بعد اسلام میں کسی فتنہ کو ابوحنیفہ کے فتنہ سے بڑا نہیں دیکھتا، (خطیب، ج ۱۳ صفحہ ۱۹۶)

امام مالک والے اثر کی سند میں ایک شخص ابوالزہری النیسابوری ہے، وہ متروک الحدیث ہے۔ دوسرا اثر بھی اسی قسم کا ہے۔

اوزاعی کا کلام:

جب ابوحنیفہ فوت ہوئے، اوزاعی نے کہا، الحمدللہ، ابوحنیفہ اسلام کے دستہ کو گن گن کر توڑا کرتے تھے۔

سفیان ثوری کا کلام:

جب امام ابوحنیفہ کی وفات کی خبر ان کو پہنچی، اللہ کا شکر ہے جس نے مسلمانوں کو اس سے بچایا اسلام کو ایک ایک کر کے توڑا کرتے تھے۔

اس کی سند میں نعیم بن حماد ہے جو امام ابوحنیفہ کے متعلق جھوٹی حکایات بیان کیا کرتے تھے (میزان) دوسرا راوی ابن درستویہ ہے جو یعقوب سے روایت کرتا ہے۔ اس کی یعقوب سے روایت قابلِ اعتبار نہیں، (حاشیہ تاریخ بغداد صفحہ ۳۹۹، ج ۱۳)

جب راوی اس قسم کا ہو جس کی بعض نقادوں نے توثیق کی ہو تو اس وقت جرح مبہم مقبول نہیں ہوتی یہ جرح ورح سب کی سب مبہم ہیں۔ امام علی بن مدینی فرماتے ہیں، ابو حنیفہ ثقہ ہیں اور شعبہ بھی ان کو اچھا سمجھتے تھے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب ابو حنیفہ اور ان کے احباب کے بارے میں افراط سے کام لیتے ہیں، ان سے پوچھا گیا، کیا جھوٹ بولتے تھے؟ کہا نہیں!

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، امام ابو حنیفہ پر جرح کرنے والے کم ہیں اور ثقہ کہنے والے اور انکی تعریف کرنے والے زیادہ ہیں۔ اہل حدیث کا بہت بڑا اعتراض یہ ہے کہ آپ رائے اور قیاس میں زیادہ شغل رکھتے ہیں اور یہ کوئی عیب نہیں!

قیس بن ربیع کا قول:

اس کی سند میں سعید بن داؤد ہے جو متکلم فیہ راوی ہے۔

امام ابو حنیفہ، جو واقعات پائے جائیں، ان سے ناواقف تھے اور (فرضی مسائل) کو خوب جانتے ہیں۔ مقام حدیث میں یہ لکھا ہے کہ ماضی (روایات و آثار) کا جاہل ترین اور مستقبل (استنباط احکام) کا عالم ترین شخص ہے۔ اور یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔ عربی الفاظ یہ ہیں:

"اعلم الناس لیکن واجھلہم بما کان"

یعنی جو نہیں اس کو خوب جانتے ہیں اور جو ہے اس کو نہیں جانتے۔

عمرو بن قیس کا قول:

اس کی سند میں مزمل بن اسماعیل متکلم فیہ ہے۔

"جو شخص حق چاہے وہ کوفہ میں جائے، جو ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب نے کہا، اس کی مخالفت کرے۔"

عمار بن زرایق کا قول:

"جو ابو حنیفہ کی مخالفت کرے، حق کو پالے گا ——— یہ جرح بھی مبہم ہے۔

ابن عمار کا قول:

"جب تمہیں کسی بات میں شک ہو تو دیکھ لو کہ ابو حنیفہ نے کیا کہا ہے، پس اس کی مخالفت کرو کہ حق وہی ہوگا یا یوں کہو کہ اس کی مخالفت میں برکت ہے۔ (خطیب ج ۱۳، صفحہ ۴۰۸)

——— یہ جرح بھی مبہم ہے۔

اسود کا قول اور ان کا رویہ:

مسجد میں ابو حنیفہ کا ذکر کرتا ہے اور مسجد میں ابو حنیفہ کا نام لینے کے جرم میں وہ مجھ سے.. اس قدر ناراض ہوئے کہ مرتے دم تک پھر مجھ سے کلام نہیں کیا (ج ۱۳، صفحہ ۴۰۹) —— —— یہ جرح بھی مبہم ہے۔

سفیان کی روایت:

سفیان نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے یہ حدیث نقل کی کہ بنی اسرائیل کا معاملہ اعتدال پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ ان میں لونڈی بچوں کا غلبہ ہو گیا، جنہوں نے دین میں رائے کو دخل دیا۔ خود بھی گمراہ ہوئے اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ اس کے بعد سفیان نے کہا کہ اسلام میں لوگوں کا معاملہ اعتدال پر تھا حتیٰ کہ اسے ابو حنیفہ نے کوفہ میں، بتی نے بصرہ میں، اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن نے مدینہ میں بدل ڈالا۔ ہم نے غور کیا تو ان سب کو ہم نے لونڈی بچے ہی پایا۔ (ج ۱۳، صفحہ ۳۹۴) —— یہ بھی کوئی جرح نہیں!

محمد بن مسلمہ کا قول اور ان کا رویہ:

محمد و یہ بن مخلد کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ مدینی سے پوچھا گیا، کیا وجہ ہے کہ ابو حنیفہ کی رائے سارے شہروں میں گھس گئی ہے لیکن مدینہ میں داخل نہیں ہو سکی؟

محمد بن مسلمہ نے جواب دیا:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مدینہ منورہ کی ہر گلی پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو مدینہ میں دجال کو داخل ہونے سے روکے گا اور یہ بھی چونکہ دجالوں ہی کا کلام ہے اس لئے وہاں داخل نہیں ہو سکا —— ج ۱۳، صفحہ ۳۹۶ —— یہ بھی کوئی جرح نہیں بلکہ غصہ کا اظہار ہے۔

عبداللہ بن مبارک، ابوقطن، ابن نمیر، قطان، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن ابی داؤد کے اقوال:

۱۔ ابن اسحاق ترمذی کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا، ابو حنیفہ حدیث میں بالکل یتیم تھے سریج بن یونس نے ابوقطن سے نقل کیا ہے کہ اگرچہ ابو حنیفہ سے ہم نے حدیث بیان کی ہے، مگر وہ حدیث میں گونگے تھے۔ ابن نمیر کہتے ہیں، ہم نے اس پر لوگوں کو متفق پایا

.. سے ہے کہ وہ رائے تو رہ گئے ، ابوحنیفہؒ کی حدیث پر بھی اعتماد نہیں کرتے تھے ۔ حجاج بن ارطاۃ کہتے تھے کہ ابوحنیفہ کون تھا؟ ابوحنیفہ کی بات کون قبول کرتا ہے؟ ابوحنیفہ تھا ہی کیا؟ علی بن مدینی کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید قطان کے سامنے ابوحنیفہ کا ذکر آگیا اور ان سے ابوحنیفہ کی حدیث کے متعلق سوال کیا گیا تو یحییٰ نے کہا ، وہ حدیث والے تھے ہی کب؟ محمد بن حماد کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے ابوحنیفہ کے متعلق سوال کیا ، تو یحییٰ نے کہا ، ان کے پاس حدیثیں تھیں ہی کتنی؟ تم ان کے متعلق پوچھتے ہو!

ابوبکر بن شاذان کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر بن ابی داؤد نے کہا کہ ابوحنیفہ نے کل ایک سو پچاس حدیثیں نقل کی ہیں ، پھر بھی آدھی حدیثوں میں غلطی ہے ۔

سفیان ثوری کا قول:

مزمل کہتے ہیں کہ سفیان ثوری کے سامنے ابوحنیفہ کا ذکر آیا ۔ سفیان ثوری اس وقت حطیم کعبہ میں تھے (یعنی طواف کر رہے تھے) سفیان نے کہا کہ ابوحنیفہ نہ ثقہ تھے ، نہ مامون تھے اور وہ اپنے ان الفاظ کو بار بار برابر دہراتے رہے تا آنکہ ان کا طواف ختم ہوگیا (ج ۱۳ ، صفحہ ۴۱۵-۱۷)

ان آرار کو نقل کر کے مقام حدیث میں لکھا ہے :

"مندرجہ بالا آرار کو سامنے رکھئے اور غور کیجئے کہ یہ کن لوگوں کی رائیں ہیں اور کس کے متعلق ہیں ، ان میں کا ہر شخص علم حدیث اور علم رجال کا ستون تسلیم کیا جاتا ہے ۔ ان اساطین سنت کا یہ کچھ فیصلہ تو خود امام ابوحنیفہ کے متعلق تھا ۔ اب دیکھئے کہ امام ابوحنیفہ کے دونوں اولوالعزم شاگردان رشید یعنی حضرت امام ابویوسف اور امام محمد کے متعلق یہ حضرات کیا رائے رکھتے ہیں ۔ مگر آگے بڑھنے سے پہلے اتنی بات ذہن نشین کر لیجئے کہ فقہ حنفی میں خود امام ابوحنیفہ کی کوئی کتاب ہم تک نہیں پہنچی ۔ ہم تک جو کچھ ہے وہ ان ہی دونوں حضرات (صاحبین) کی وساطت سے پہنچا ہے ۔" (مقام حدیث ، ج ۲ صفحہ ۱۶۶)

لہ مقام حدیث میں ایسا ہی لکھا گیا ہے مگر یہ ان کی جہالت ہے ، حطیم میں طواف نہیں ہوتا . . . . (العبد محمد گوندلوی)

قبل اس کے کہ ہم امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگردوں کے متعلق محدثین کے وہ اقوال ذکر کریں جن کا ذکر مقام حدیث میں ہے، ذکر شدہ اقوال کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ اور دیگر محدثین ومجتہدین میں طریق استدلال کا فرق تھا۔ اس فرق کی بنا پر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کو اہل الرائے کہتے تھے اور دوسروں کو اہل حدیث، یہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اہل حدیث نہیں تھے، حالانکہ وہ حدیث کے منکر نہیں تھے، صرف اتنی بات تھی کہ مسائل اختلافی میں وہ اپنے اساتذہ اور ان کے اساتذہ کے اقوال کو حدیث سے ماخوذ مانتے تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے وہ یہ سمجھتے تھے کہ گویا حدیث ہی پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر ان اقوال کے خلاف ان کو حدیث سنائی جاتی تو یہ بعض وقت یہ سمجھتے کہ حدیث ضعیف ہے یا منسوخ ہے۔ یا اس کا کچھ اور مطلب ہے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ آخر میرے اساتذہ اور ان کے اساتذہ بھی تو حدیث پر ایمان رکھتے تھے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ حدیث کے مخالف فتویٰ دیں۔ اس وجہ سے بعض حدیثوں کے متعلق ان سے خطا اجتہادی کی بنا پر اس قسم کے کلمے صادر ہوتے ہیں جس کی وجہ سے محدثین نے ان میں کلام کی ہے۔ ورنہ امام ابوحنیفہؒ حدیث کے منکر نہ تھے۔ مگر یہ بات طرفین سے خطا اجتہادی کا نتیجہ تھی۔ بعد میں جب دونوں فریقوں نے غور و فکر سے کام لیا تو یہ غلط فہمی رفع ہو گئی۔ نہ حنفیہ محدثین کے مخالف رہے، نہ حنفیہ اس بات پر اڑے رہے کہ جب کوئی حدیث کسی امام کے فتویٰ کے خلاف ہو تو حدیث قابل عمل نہیں ہوتی۔ پس وہ پرانی باتیں جو غلطی سے طرفین نے کہی ہیں، ان کو کتابوں میں لکھنا، یہ کہاں کی عقلمندی ہے یا دینی خدمت ہے؟ بلکہ یہ شرارت ہے۔ جب دونوں فریق میں صلح ہو چکی ہے تو اس قصۂ پارینہ کو دوہرا کر لڑائی کرانے کی کوشش کرنا شیطانی حرکت ہے۔

امام ابویوسف کے متعلق ائمہ رجال کی رائے:

اب امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کے متعلق، جو محدثین سے نقل کیا ہے، سنیئے:

۱۔ "عبدالرزاق بن عمر کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مبارک کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے آکر عبداللہ بن مبارک سے مسئلہ پوچھا، عبداللہ بن مبارک نے اس کو فتویٰ دیا، وہ شخص کہنے لگا، میں نے یہی مسئلہ ابویوسف سے پوچھا تھا، مگر انہوں نے آپ کے خلاف فتویٰ دیا ہے، عبداللہ بن مبارک نے کہا، اگر تو نے ابویوسف کے پیچھے کچھ

نمازیں پڑھی ہوں جو تجھے یاد ہوں تو جا کر فوراً ان نمازوں کو دوہرا لو" (ج ۱۴، صـ۲۵۷)

۲- "عبدہ بن عبداللہ خراسانی کہتے ہیں کہ کسی نے عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ ابو یوسف اور محمد میں زیادہ سچا کون ہے؟ اس آدمی نے کہا، یوں نہ کہو، بلکہ یوں کہو کہ زیادہ جھوٹا کون ہے؟ اس آدمی نے کہا، اچھا تو یوں ہی بتلایئے، عبداللہ بن مبارک نے کہا، "ابو یوسف"!" (ایضاً)

۳- "عبداللہ بن ادریس کہتے ہیں، کہ ابو حنیفہؒ ایک گمراہ اور گمراہ کن شخصیت تھے، اور ابو یوسف فاسقوں میں سے ایک فاسق تھے" (ایضاً)

۴- محمد بن اسماعیل بخاری (صاحب الصحیح) فرماتے ہیں کہ ہم سے نعمان (امام ابو حنیفہ) کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کو یعقوب (امام ابو یوسف) پر تعجب کیوں نہیں آتا اس نے مجھ پر اس قدر جھوٹ باندھ دیئے ہیں، جو میں نے کبھی نہیں کہے" (ج ۱۳، صـ۲۵)

۵- "ابو نعیم فضل کہتے ہیں کہ میں نے خود ابو حنیفہ کو ابو یوسف کو یہ کہتے سنا ہے: تمہارا ستیاناس ہو، ان کتابوں میں تم لوگ مجھ پر کتنا جھوٹ باندھ رہے ہو، جو میں نے کبھی نہیں کہا" (ج ۱۴، صـ۲۵۷)

۶- "ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الغلابی یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ ابو یوسف قاضی کو حدیث کی کوئی پہچان نہیں تھی، تاہم وہ ثقہ ہیں" (صفحہ ۲۵۹)

۷- "احمد بن حنبل کہتے ہیں، اگرچہ میں نے سب سے پہلے ابو یوسف ہی سے حدیثیں لکھی ہیں مگر میں ان کی حدیثیں بیان نہیں کرتا۔

نیز فرمایا کہ،

"اگرچہ ابو یوسف سچے ہیں مگر ابو حنیفہؒ کے اصحاب میں سے کسی سے بھی حدیث بیان نہیں کرنی چاہیئے۔"

۸- ابو الحسن (امام دارقطنی) سے ابو یوسف کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ محمد بن حسن کی نسبت زیادہ قوی ہیں، مگر اندھوں میں کانے ہیں، امام محمد بن اسماعیل بخاری کہتے ہیں کہ یعقوب ابن ابراہیم ابو یوسف قاضی کو محدثین نے ترک کر دیا ہے" (ج ۱۴، صفحہ ۲۵۹-۶۰، مقامِ حدیث ج ۲، صـ۱۶۶-۱۶۸)

ان تمام اقوال کا جواب یہ ہے کہ جھوٹ کا لفظ خلافِ واقعہ بات کو کہتے ہیں۔ اگر قصداً کوئی بات خلافِ واقعہ کہی جائے تو جرم ہے ورنہ غلطی ہے۔ امام ابو یوسف بوجہ بشری کمزوری کے بعض باتیں بھول جاتے اور اصل واقعہ کے خلاف ان سے کوئی بات کہی جاتی، اسی بات کو امام ابو حنیفہ وغیرہ لوگوں نے جھوٹ سے تعبیر کیا ہے، ورنہ امام احمد کی شہادت کے مطابق وہ سچے تھے۔ مگر حدیث کے لئے چونکہ بڑے حافظہ کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے ان سے حدیث لینے میں توقف کیا ہے۔

امام محمد بن حسن کے متعلق ائمہ رجال کی رائے:

"امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ یعقوب ابو یوسف تو حدیث کے ساتھ موصوف تھے، مگر ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن دونوں احادیث بندی کے مخالف تھے، ان دونوں کی رائے بڑی خراب تھی۔" (ج ۲، صفحہ ۱۷۹)

یحیٰ بن معین کا فتوے:

"یحیٰ بن معین سے محمد بن الحسن کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ محمد بن الحسن کذاب ہے، ایسے ہی ایک مرتبہ کہا کہ ضعیف ہے، کبھی فرمایا، وہ کچھ بھی نہیں، اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی۔" (ایضاً ج ۲، صفحہ ۱۸۱)

"امام ابوداؤد سجستانی کہتے ہیں کہ محمد بن الحسن الشیبانی کچھ بھی نہیں ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی۔" (ایضاً، ج ۲ صہ۱۸۱)

"امام ابوالحسن دارقطنی کہتے ہیں کہ محمد بن الحسن شیبانی صاحب ابو حنیفہ کو یحیٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل نے کذاب کہا ہے، مگر میرے نزدیک وہ بالکل ہی چھوڑ دینے کے قابل ہیں۔" (ایضاً، ج ۲، صہ۱۸۱)

"بشر بن الولید کہتے ہیں کہ ابو یوسف نے کہا، ذرا اس کذاب سے (یعنی محمد بن الحسن) سے پوچھو کہ جو کچھ وہ مجھ سے نقل کرتا ہے وہ کبھی اس نے مجھ سے سنا بھی ہے؟" (ایضاً، ج ۲، صفحہ ۱۸۰)

"یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ میرے سامنے محمد بن الحسن سے پوچھا گیا کہ کیا ان کتابوں کو جنہیں تم نقل کرتے ہو، تم نے ابو یوسف سے سنا ہے؟ تو محمد نے جواب دیا کہ نہیں، خدا کی قسم میں نے ان کو ابو یوسف سے کبھی نہیں سنا، تاہم یہ واقعہ ہے کہ ان کتابوں کو میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور

ہیں نے تو ابو یوسف سے صرف جامع صغیر سنی ہے ۔"

(ایضاً، مقام حدیث، ج ۲، صفحہ ۱۶۹-۱۷۰)

ان سب باتوں کا جواب بھی وہی ہے کہ امام محمد سے بوجہ کمزوری حافظہ غلطیاں ہوئیں، ان کو جھوٹ کہا گیا۔ اور بعض روایتوں میں امام ابو یوسف اور ان کے درمیان واسطہ تھا، اس کا ذکر نہیں کیا، اس کو جھوٹ سے تعبیر کیا گیا، ورنہ تھے سچے، اور حدیث کے فن کے لئے چونکہ بڑے حافظہ کی ضرورت ہے، اس لئے محدثین نے ان پر اعتماد نہیں کیا۔ اس کی یہ وجہ نہیں کہ ان کا کوئی اور مذہب تھا۔ یا وہ جہمی تھے یا خلق قرآن کے قائل تھے ——— یہ سب باتیں ان پر افترا ہیں۔

امام محمد نے امام ابوحنیفہ اور امام مالک دونوں کی شاگردی کی:

مؤطا امام محمد کے نام سے جو کتاب مشہور ہے، وہ حقیقت میں مؤطا امام مالک ہے۔ پس امام محمد نے دونوں سے علم سیکھا اور دونوں سے فقہ حاصل کیا۔ اگرچہ زیادہ تر امام ابوحنیفہؒ ہی سے نقل کرتے ہیں، مگر بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہ کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ بلکہ غور سے دیکھا جائے تو امام صاحب کے دونوں شاگرد اختلافی مسائل کے دو تہائی میں اپنے امام کی مخالفت کرتے ہیں۔

چنانچہ مذہب حنفی کا دارومدار ان کی ہی (یعنے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ) کتابوں پر ہے اور بہت جگہ فتویٰ بھی انہی کے قول پر ہوتا ہے۔ اور ان کے مذہب کی بناء دراصل مؤطا امام مالک پر ہے۔ پس مؤطا امام مالک حنفی اور مالکی مذہب کی بنیادی کتاب ہے۔

امام شافعی چونکہ امام مالک کے شاگرد ہیں اور امام احمد بن حنبل امام شافعی کے، پس شافعی اور حنبلی مذہب کی بنیاد بھی یہی کتاب ٹھہری۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے ائمہ کا ذکر کم کیا ہے مگر امام مالک کا ذکر ان کی کتاب میں بہت ہے۔ پس محدثین نے بھی اسی کتاب کو سامنے رکھا ہے۔ لہٰذا مؤطا امام مالک تمام اہل سنت کے لئے اصل دستاویز ہے۔ باقی کتابیں اسی پر متفرع اور اسی کی تخریج اور استدراک ہیں۔ پس حقیقت میں اہل سنت میں کوئی اختلاف نہیں نہ اصولی اور نہ فروعی، نہ طریق استدلال میں، نہ حدیث کے انکار اور اثبات میں،

صرف فہم کا اختلاف ہے۔ وہ خلیج جو اختلاف فہم کی بنا پر پیدا ہو چکی ہے، اس کو پاٹنے کی ضرورت ہے جس کا ذکر شاہ ولی اللہ صاحب نے "القول الجمیل" میں کیا ہے اور یہی مقصد ہمارے سامنے ہے کہ تمام مذاہب اس اختلاف کو کم کرنے کے لئے ایک نصاب بنائیں۔ اور مسائل راجح و مرجوح کی تعیین کے بعد ایک شاہراہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اصل چیز کتاب اللہ ہے۔ حدیث اس کا بیان ہے، اجماع اس پر متفرع ہے۔ قیاس انہی تین سے نکلتا ہے۔ پس دراصل دین ایک ہی ہے۔ درسی اختلاف کو کم کیا جا سکتا ہے، بلکہ یہ بالکل معدوم بھی ہو سکتا ہے۔

تبصرہ کے لئے دو کتابیں ارسال کرنی لازمی ہیں، ورنہ تبصرہ شائع نہیں ہوگا ——— مینجر